رؤیت ہلال سے متعلق چند جدید مسائل،جوابات

مولانا مفتی عظمت اللہ بنوی

دارالافتاء جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں.

برطانیہ سے آمدہ ایک استفتاءاوراس کے جوابات!

محترم المقام حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی

بعد سلام مسنونہ خیریت طرفین بارگاہ ایزدی نیک مطلوب

ثبوت ہلال کے حوالہ سے درج ذیل استفتاء کا جواب مرحمت فرما کر ممنون ومشکور فرمائیں:

تمہید: ہر ماہ چاند کی مختلف شکلوں اوراس کے نظروں سے اوجھل ہونے کے متعلق ''فلکیاتی ہیئت کے حساب دانوں اور رصدگاہ والوں'' نے چاند کی ان اشکال کی وجہ کے حوالہ سے ایک مفروضہ یعنی تھیوری (Theory) مندرجہ ذیل طے کرلی ہے:

(الف) سورج کی روشنی جب چاند کے زمین کی جانب پر پڑتی ہے تو چاند ہر ماہ اہلہ اور بدراً کامل بنکر دوبارہ گھٹنے کی مختلف اشکال میں دکھائی دیتا ہے اور مہینہ کے آخر میں چونکہ زمین سے چاند اور سورج ایک لائن میں آجاتے ہیں (جسے فلکیاتی اصطلاح میں اجتماع شمس وقمر یا Conjunction کہا جاتا ہے) تو اس کی وجہ سے سورج کی روشنی زمین کے جانب والے حصہ پر نہیں پہنچ پاتی اس لئے وہ دکھائی نہیں دیتا ہے اور جب چاند اس حد سے آگے بڑھتا ہے (جسے وہ فلکیاتی نیا چاند یا New moon کہتے ہیں) تو اس وقت چونکہ سورج کی روشنی اس پر پہنچنا شروع ہوجاتی ہے تو وہ دوبارہ بڑھنے، گھٹنے کے مراحل سے گذرکر مختلف اشکال میں زمین سے دکھائی دیتا اور چھپتا نظر آتا ہے۔

(ب) ساتھ ہی انہوں نے ''امکان رویتِ ہلال'' یعنی چاند کے دکھائی دینے نہ دکھائی دینے کی پیش گوئی کے حوالہ سے اس حساب کی بنیاد پر ''امکان رویتِ ہلال'' کے قواعد بھی طے کرلئے ہیں کہ مذکورہ نیومون یعنی فلکیاتی نئے چاند کے عین وقت پر اوراس سے مخصوص گھنٹوں پہلے یا بعد میں مخصوص گھنٹوں کے گذرنے سے قبل چاند دکھائی نہیں دے سکتا ہے۔

(نوٹ: ہئیت داں اور صدگاہ والے مذکورہ اصول وقواعد کو تھیوری Theory کہتے ہیں اور مشہور انگلش ڈکشنری میں تھیوری کی تعریف درج ذیل کی گئی ہے:

A speculative of conjectural view or idea, a set of hypotheses related by logical or mathematical arguments to explain and predict a wide variety of connected phenomena in general terms: the theory of relativity .pp15 Collins

Millennium Edition 1998.

(کسی بات کو طے کرنے کے لئے انسانی سوچ وفکر پر مبنی مفروضہ عقلی یا حسابی طور پر طے کئے ہوئے مفروضہ وآئیڈیا کی پیش گوئی کے وہ قواعد جو عام طور پر سمجھانے کے لئے استعمال کئے جائیں، مثلاً زمین چاند سورج ستاروں وسیاروں کے متعلق مفروضات) اس تمہید کے بعد ذیل کے سوالات کے جوابات مطلوب ہیں:

سوال نمبر ا: الف کے ماتحت ثبوتِ ہلال کے لئے مذکورہ تھیوری ومفروضہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟۔

سوال نمبر ب: کیا صاحب شریعت ﷺ نے رویتِ ہلال پر مبنی ۲۹ ویں اسلامی قمری کی شام تیسویں رات میں رویئتِ ہلال کی گواہیوں کو مذکورہ تھیوری کے ماتحت تسلیم کرنے نہ کرنے سے مشروط کیا ہے؟۔

سوال نمبر ج: کیا ہیئت دانوں اور رصدگاہ والوں کی اس فلکی تھیوری کے مدِ نظر ''نیومون اور اس کے مفروض امکانِ رویت قواعد کے خلاف چاند کی گواہی'' رد کر دی جائے گی؟۔ یا شرعی شرائط پائے جانے پر گواہی کو (چاہے رصدگاہ والے اپنے حساب سے رویتِ ہلال کے امکان کا انکار کریں تب بھی) قبول کیا جائے گا؟۔ (نوٹ: آپ ﷺ کے زمانہ میں مدینہ منورہ کے یہود فلکیاتی حساب کے نیومون پر اپنے ماہ شروع کرتے تھے)۔ (۲) نیز شہادت شرعی واختلاف مطالع اور توحید عیدین سے متعلق تحقیق درکار ہے۔

منجانب مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب

ناظم حزب العلماء یو کے ومرکزی رویتِ ہلال کمیٹی برطانیہ

محترم المقام حضرت مولانا یعقوب احمد مفتاحی صاحب زید مجدھم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

سلام مسنون کے بعد امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ یادفرمائی کا شکریہ

انجناب کا مراسلہ بابت ''رؤیت ہلال'' موصول ہو کر انتہائی خوشی ہوئی چونکہ جناب کا استفتاء قابل اہمیت تھی اس لئے تحقیق وتدقیق میں تاخیر پر معذرت خواہ ہوں۔

ہمارے ہاں بھی اس مسئلہ میں کافی اختلاف ہے۔ بندہ نے اپنی بساطت سے کچھ تفصیل تحریر کی ہے۔ جو کہ اصل استفتاء سے متعلقہ نہیں مگر چونکہ اصل مسئلہ سے متعلق تھی اس لئے آنجناب کے پیش خدمت ہے اس سے پہلے مجلّہ سہ ماہی ''المباحث الاسلامیہ'' میں بندہ کا مستقل اس بارے میں مضمون شائع ہوتا رہا ہے۔ وہ انشاء اللہ العزیز کسی وقت ارسال کروں گا۔ اگر انجناب کے ہاں کا کوئی مجلّہ ہو تو مضمون ھذا کو اس کے اوراق سے زینت بخشے۔ یہ سلسلہ علم خط وکتابت کے ذریعے جاری رہے گا۔

امید واثق ہے کہ اپنی خاص دعاؤں میں شامل فرمادیں گے اللہ ہم سب کا حامی وناصر ہوں۔

از بندہ عظمت اللہ بنوی جامعہ المرکز الاسلامی

الجواب حامداً ومصلیاً

قمری مہینوں کی اثبات میں اہل حساب کی تحقیق پر عمل کی گنجائش نہیں ہے۔

رمضان اور عید وغیرہ کا دارومدار رؤیت ہلال پر ہے، حدیث میں ہے۔

''لاتصوموا حتی تروا الھلال ولا تفطروا حتی تروہ فان غمہ علیکم فاقدروا لہ (البخاری شریف ص ۲۶۵ ج ۱)(مسلم شریف ص ۳۴۷ ج ۱)(مشکوٰۃ تسع وعشرون لیلۃ فلا تصوموا حتی تروہ فان غم علیکم فاکملوا العدۃ ثلاثین .(بخاری شریف ص ۲۵۶ ج ۱ (مسلم شریف ص ۳۴۷ ج ۱)مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۴)

مذکورہ دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے مہینہ کی آمد کو رویت ہلال پر موقوف رکھا ہے نئے چاند کے افق پر موجود ہونے یا اس کے نظر آنے کے صرف عقلی اور حسابی امکان کو دارومدار نہیں بنایا چنانچہ اس کے بعد ارشاد فرمایا کسی رکاوٹ (گرد غبار) کی وجہ سے ۲۹ شب کو چاند نظر نہ آئے تو اس وقت تیس دن پورے کر کے اگلا مہینہ شروع کرو۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب تحریر فرماتے ہیں یہ دونوں حدیثیں (جو اوپر نقل ہوئیں) حدیث کی دوسری سب مستند کتابوں میں بھی موجود ہیں جن پر کسی محدث نے کلام نہیں کیا اور دونوں میں روزہ رکھنے اور عید کرنے کا مدار چاند کی رویت پر رکھا ہے۔لفظ رویت عربی زبان کا مشہور لفظ ہے جس کے معنی کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنے کے ہیں اس کے سوا اگر کسی دوسرے معنی میں لیا جائے تو وہ حقیقت میں مجاز ہے اس لئے حاصل اس ارشاد نبویؐ کا یہ ہوا کہ تمام احکام شرعیہ جو چاند کے ہونے یا نہ ہونے سے متعلق ہیں ان میں چاند کا ہونا یہ ہے کہ عام آنکھوں سے نظر آئے، معلوم ہوا کہ مدار احکام چاند کا افق پر وجود نہیں بلکہ رویت ہے، اگر چاند افق پر موجود ہو مگر کسی وجہ سے قابل رؤیت نہ ہو تو احکام شرعیہ میں اس وجود کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔

حدیث کے اس مفہوم کو اسی حدیث کے آخری جملہ نے اور زیادہ واضح کر دیا جس میں یہ ارشاد ہے کہ تم سے اگر چاند مستور اور چھپا ہوا ہے یعنی تمھاری آنکھیں اس کو نہ دیکھ سکیں تو پھر تم اس کے مکلّف نہیں کہ ریاضی کے حسابات سے چاند کا وجود اور پیدائش معلوم کرو اور اس پر عمل کرو یا آلات رصدیہ اور دوربینوں کے ذریعہ اس کا وجود دیکھو بلکہ فرمایا''فان غم علیکم فاکملوا عدۃ ثلاثین'' یعنی اگر چاند تم پر مستور ہو جائے تو تیس ایام پورے کر کے مہینہ ختم سمجھو۔الخ (رؤیت ہلال ص ۱۶۔۱۵ ادارۃ المعارف کراچی)فتاوی رحیمیہ ص ۳۷۷ تا ۳۷۸ ج ۸۔۷)

فتاوی رحیمیہ میں مولانا برھان الدین سنبھلی صاحب کے ایک مقالے کا اقتباس اس طرح درج کیا گیا ہے۔کہ ان الفاظ حدیث سے اس کے علاوہ اور کوئی مفہوم نہیں نکل سکتا کہ اگر چاند افق پر موجود ہے مگر اسکے کھلے آنکھو سے نظر آنے میں بادل یا کوئی اور چیز حائل ہو گئی ہو اور چاند نظر نہ اس کا ہو تو ایسی صورت میں بھی شریعت کا حکم یہی ہے کہ تیس دن پوری ہو جائے اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے۔کہ مہینہ کی آمد و رفت کا دارومدار شرعاً رویت پر ہے یعنی نئے چاند کے دیکھنے پر ہے۔اس کے افق پر موجود ہونے یا نہ ہونے

(امکان رؤیت نہ ہونے) پر نہیں ہے اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا بلکہ ثابت ہوجاتا ہے کہ حساب طریقہ یا آلات رصدیہ کے ذریعہ ثابت ہونے والا نیا چاند زیادہ سے زیادہ نئے چاند کا امکان معلوم ہوسکتا ہے جس کے لئے عموماً فقہی کتابوں میں تولید یا ولادت قمر جیسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور انگریزی میں اسے نیومون (New Moon) کہا جاتا ہے۔ درحقیقت چاند اپنی رفتار کا خاص مرحلہ میں سورج کے بالکل محاذ میں آجاتا ہے۔ (اسی لئے یہ حالت قرآن شمس وقمر بھی کہلاتی ہے) اور چاند کا ظاہری وجود بالکل چھپ جاتا یہ کیفیت دو تین منٹ رہتی ہے۔ اس کے بعد تدریجاً دونوں کے درمیان دوری ہوتی ہے۔ تو پھر چاند کا ظاہری وجود نمایاں ہونے لگتا ہے اور تقریباً بیس گھنٹہ بعد قابل رؤیت بن جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ چاند کے مذکورہ بالا حالتیں ولادت سے لیکر قابل رؤیت ہونے تک شرعی احکام کے لحاظ سے نا قابل التفات ہیں۔ البتہ جب رویت ثابت ہوجائے تب وہ مدار حکم بنے گی اس سے پہلے نہیں۔ الیٰ قولہ یہ بات اگرچہ احادیث بالا سے بدایتہً وصراحتاً ثابت ومعلوم ہورہی ہے کہ پھر مذکورہ کسی تائید کی ضرورت نہیں رہتی لیکن مزید اطمینان کے لئے یہاں ایک مشہور فقیہ علامہ ابن عابدینؒ کا بیان نقل کیا جارہا ہے۔

صرح بہ علماؤ نا من عدم الاعتماد علی قول اهل النجوم فی دخول رمضان لان ذلک مبنی علے ان وجوب الصوم معلق برؤیة الهلال لحدیث۔ صوموا الرویة وتولیدالهلال لیس مبنیاً علے الرؤیة بل علے قواعد فلکیة وهی وان کانت صحیحةنفسها لکن اذاکانت ولادته فی لیلة کذا فقدیری فیها الهلال وقد لایری والشارع علق الوجب علی الرؤیة لاعلے الولادة ص ۲۸۹ ج ا) مکتبه نعمانیه دیوبندوبحواله بحث ونظر ص ۷۹تا۷۰ پهلوادی شریف پٹنه شماره نمبر ۴).

چونکہ اہل حساب اور ماہرین فن فلکیات اکثر وبیشتر فنی ثبوت کیلئے جہاز کا راستہ پکڑے ہیں اس سے متعلقہ کچھ تحقیق پیش خدمت ہے۔

ماہرین فلکیات کا چاند دیکھنے کے لئے ہوائی جہاز میں پرواز:

چاند دیکھنے کیلئے ہوائی جہاز میں پرواز کرنے کا اہتمام کسی وجہ سے بھی مناسب نہیں اول تو یہ ایک قسم کا غلو ہے جس کی نظیر عہد رسالت اور قرون خیر میں نہیں ملتی۔ یہ مانا کہ اس وقت ہوائی جہاز نہ تھے مگر مکہ مکرمہ صفا اور مروہ اور جبل ابی قبیس جیسے پہاڑوں سے گیرا ہوا ہے اس طرح مدینہ کے قریب وجوار میں متعدد پہاڑیاں میں اگر چاند دیکھنے کے لئے اتنی بلند بلند پرواز کی کوئی اسلامی خدمت یا شرعی ضرورت ہوتی تو یقین تھا کہ صحابہ کرامؓ کی جماعتیں اس کام کے لئے پہاڑوں پر جایا کرتیں۔ اور اس کے بے شمار روایتیں حدیث کے ذخیرہ میں موجود ہوتیں اس طرح اس عہد مبارک میں اگر کوئی ہوائی جہاز اور ریڈیو ٹیلیفون نہ تھے تو تیز رفتار سانڈنیاں موجود تھیں جو ایک رات دن میں دور تک کی خبریں بلکہ شہادتیں لاسکتی تھیں مگر حکیم الحکماءؐ نے اسکو بھی پسند نہ کیا کہ سانڈنی سوار دوڑ کے مکہ سے مدینہ یا رابع وغیرہ کی خبریں بہم پہنچائیں شام اور مصر فتح ہونے کے بعد کوئی مشکل نہ تھا کہ وہاں کی شہادتیں پروقت سانڈنی سوار کے ذریعے مدینہ طیبہ میں جمع کرلی جائیں مگر نظر سے نہیں گزرا کہ حضرت صحابہؓ نے اس کا اہتمام فرمایا ہو ان کا یہ طرز عمل اس کی کھلی علامت ہے کہ ان معاملات میں

زیادہ اہتمام اور کاوش ان حضرات کو پسند ہی نہ تھی۔ یہ احتمال ان خیر الخلائق کے بارے میں نہیں ہوسکتا کہ پسندیدہ اور افضل ہونے کے باوجود دستی سے اس ہر عمل نہ کیا ہو۔ (الحدیث جدیدہ ص ۱۳۴) لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس اہتمام کی ایک نظر بھی قرون مشہود لھا بالخیر میں نظر سے نہیں گزری اس لئے بقول سعدی ولیکن منفرائے۔ مصطفیٰ کو پیش نظر رکھ کر ہر افق والوں کو اپنے ہی افق کی سطح پر چاند دیکھنے کا اہتمام کرنا چاہیئے۔ چاند نظر آجائے اس کے مقتضیٰ پر ہر عمل کریں۔ نظر نہ آئے تو تیس دن پورا کر کے مہینہ ختم قرار دیں علاوہ ازیں ہوائی جہاز کے ذریعے رویئت ہلال کی صورت میں بہت ممکن ہے کہ ہوائی جہاز اتنی بلندی پر پہنچ گیا ہو جہاں مطلع بدل جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ دوسرے مطالع کا چاند تو مغربی جانب میں پرواز کر کے اٹھائیس تاریخ کو بھی دیکھا جاسکتا ہے اسی صورت میں مشہور اختلافی مسئلہ سامنے آئے گا کہ رویئت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر ہے یا نہیں یہ مسئلہ آئمہ فقہاء میں مختلف فیہ رہا ہے خود حنفیہ کی روایتیں مختلف اور فقہاء کے فتاویٰ اس باب مختلف ہے تو رؤیت ہلال بلاوجہ مسلمانوں میں اختلاف واضطراب پیدا کرنے کا موجب ہوگی اب ایک سوال رہ جاتا ہے۔ کہ فرض کر لیجئے کہ ہوائی جہاز پر چاند دیکھنے کا اہتمام سے نہیں بلکہ اتفاق طور سے ہوائی سفر کرنے والوں نے اوپر چاند دیکھ کر مجلس علماء یا قاضی کے سامنے شہادت دی تو اس کی کیا حیثیت ہوگی؟

سو جیسا اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ اس مسئلے میں آئمہ اربعہ کا اختلاف ہے اور فقہاء حنفیہ میں بھی۔ متون حنفیہ کا فتویٰ ہے کہ بلاد بعیدہ جن میں اختلاف مطالع واقع ہوسکتا ہے اس ان میں اختلاف مطالع کا اعتبار کرنا چاہیئے فقہائے عراقین حنفیہ اسی طرف گئے ہیں۔ آخیر میں شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بھی فتویٰ میں اس کو اختیار فرمایا ہے قدیم میں تو یہ مسئلہ ایک فرضی صورت بن کر رہ جاتا ہے کیونکہ ایسے بلاد بعیدہ جن میں اختلاف مطالع واقع ہوسکے وہاں سے شرعی شہادت کا اس جگہ بہم پہنچانا ذرائع نہ ہونے کی سبب متصور نہیں تھا اور آج تو یہ روزمرہ کا معاملہ ہے کہ ہزاروں میل کا آدمی چند گھنٹے میں کہیں کا پہنچ جاتا ہے اس لئے اس پر گہری نظر ڈالنے اور غور کرنے کی ضرورت ہے ''صحیح مسلم باب بیان ان لکل اھل بلدۃ رویتھم'' حضرت ابو کریبؓ کا ملک شام سے رمضان کا چاند شب جمعہ میں دیکھ کر مدینہ واپس آنا اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سامنے شہادت دینا اور یہ بیان کرنا منقول ہے کہ امیر شام حضرت معاویہؓ اور عام مسلمانوں نے جمعہ کا پہلا روزہ رکھا ہے جس پر حضرت عباسؓ یہ فیصلہ دیا کہ 'لکنا رایناہ لھلۃ السبت فلا نزال نصوم حتی نکمل الثلثین او نراہ'' اس پر حضرت کریبؓ نے عرض کیا کہ آپ کے لئے حضرت معاویہؓ کی رویت اور ان کا فیصلہ کافی نہیں ہے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا ہے ''لا ھکذا امرنا رسول اللہ ﷺ'' نہیں ہمیں رسولؐ نے ایسا ہی حکم دیا ہے اس حدیث سے بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ ہر بلاد کے لوگوں کو اپنی رویت پر عمل کرنا چاہیئے اور محققین فقہاء نے شہادت واقعات اس کو بلاد بعیدہ کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ جن میں اختلاف مطالع ہوسکتا ہے۔ اور صحیح بخاری کی روایت 'صوموا الرؤیتہ وافطروا الرؤیتہ'' کا متبادل مفہوم یہی قرار دیا اس لئے محققین حنفیہ کے نزدیک بھی یہی مختار ہے اور صاحب بدائع نے تو دوسرا قول نقل کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی صرف اسی کو بالفاظ ذیل لکھا ہے ''ھکذا اذا کانت المسافۃ بین البلد ین قریبۃ لا تختلف فیہ المطالع فاما اذا کانت بعید ۃ فلا یلزم احد البلدین

حکم الاخر لان مطالع البلاد عند المسافة الفاحشة تختلف فیعتبر فی اھل کل بلد مطالع بلادھم دون البلاد الاخرة "(بدائع ص ۳۸، ج ۲)

اور یہی مضمون حضرت شاہ ولی اللہؒ نے شرح مؤطاء میں تحریر فرمایا ہے، بناء علیہ جوشہادۃ بذریعہ ہوائی جہاز ایسے بلاد بعیدہ سے یا اتنی بلندی سے آئے جہاں اختلاف مطالع ہوسکتا ہے وہ شہادت اسی جگہ کے لئے قابل قبول ہی نہیں۔(واللہ اعلم) امداد المفتیین ص ۴۷۹۔ رؤیت ہلال میں جہاز اور خوردبین کے عدم اعتبار کے متعلق مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنوء کی تجویز نمبر ۶: چاند کے ثبوت کے سلسلے میں فقہاء نے جو قواعد مقرر کئے ہیں ان سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مطلع ابر آلود نہ ہوتب تو یقینی خبر "مطلوب" ہے اس لئے اسی صورت میں ہوائی جہاز سے اڑ کر دوربین کے ذریعے رؤیت کا اعتبار نہ کیا جائے کہ مطلع صاف ہونے کے باوجود معمول کی حالت میں چاند کا نظر نہ آنا چاند کے طلوع ہونے کے مشتبہ کر دیتا ہے، مطلع ابر آلود ہو تو گمان غالب کافی ہے۔ لہٰذا ایسی صورت میں ہوائی جہاز یا دوربین کے ذریعے رؤیت معتبر ہونی چاہیے بشرط یہ کہ ہوائی جہاز کے ذریعے اونچی پرواز نہ کی گئی ہو کہ مطلع بدل جائے چنانچہ مجلس تحقیقات شرعیہ ندوۃ العلماء لکھنوکی تجویز نمبر ۷ اسی طرح ہے۔ ہوائی جہاز سے اتنی بلندی پر اڑ کر چاند دیکھنا جس سے مطلع متاثر ہوتا ہو معتبر نہیں اور شریعت نے اس کا مکلف بھی نہیں کیا ہے فقہی کتابوں میں جہاں اونچی جگہ پر چڑھ کر چاند دیکھنے کا تذکرہ ہے اس سے مراد اونچائی ہے، عموماً شہروں میں ہوا کرتی ہے۔ تاکہ مکانوں اور درختوں کی بلندی افق کو دیکھنے میں حائل نہ ہو خواہ وہ کسی ذریعہ سے ہو لہٰذا ہوائی جہاز سے اس قدر اونچائی پر پہنچ کر اگر چاند دیکھا جائے جس سے مطلع بدل جاتا ہے تو وہاں کی زمین والوں کے لئے اس کے رؤیت کی حیثیت محض کشف کی ہے یہ ایسا نہیں ہے کہ ایک چیز وجود میں نہ ہو اور اس کی وجہ سے خواہ مخواہ نظر آنے لگے بلکہ وہ ایک موجود شئی کو جسم کو ہم دوری، غبار یا بصارت ونظر کی کمی کی وجہ سے نہیں دیکھ سکتے۔ ہمارے لئے چاند نظر نہیں آ رہا تو اس کی اطلاع قابل اعتبار ہوگی۔ (جدید فقہی مسائل ص ۳۱ بحوالہ ردالمحتار ج ۱/ ۱۲۷) اس بات کی طرف مفتی محمد شفیعؒ صاحب نشاندہی کرتے ہوئے آلاتِ جدیدہ میں تحریر فرمایا ہے۔

تنبیہ: لیکن اس کی معنی یہ نہیں کہ اتفاقی طور پر کوئی ہوائی جہاز کا مسافر چاند دیکھ لے اور آ کر شہادت دیں تو اس کی شہادت قبول نہ کی جائے کیونکہ اس کی شہادت کو رد کرنے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ نیچے کی ہوا میں گرد وغبار اور بخارات کی وجہ سے مستبعد نہیں کہ چاند نظر نہ آئے اور بلند جگہوں پر صاف ہوا ہونے کی وجہ سے نظر آ جائے۔

" کما قال الشامی: وقد یری الھلال من اعلی الاماکن مالا یری من الاسفل فلا یکون تفردہ بالرویة خلاف الظاھر" ص ۱۲۷، ج ۲)

شرط یہ ہے کہ ہوائی جہاز اتنی اونچی نہ ہو جہاں تک زمین والوں کو نظریں پہنچ ہی نہ سکیں۔ (آلاتِ جدیدہ صفحہ ۱۷۵)

کتاب آلاتِ جدیدہ میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ رؤیت ہلال کے معاملے میں آلاتِ جدیدہ کی خبروں کا درجہ ارقام فرماتے ہیں مسئلہ ہلال کے تمام ضروری پہلوؤں کی وضاحت کے ضمن میں یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آلاتِ جدیدہ ریڈیو، ٹیلیویژن، ٹیلیفون، لاسلکی، وائرلس،

ٹیلیگرام وغیرہ کے ذریعے آنے والی خبروں کا درجہ اور مقام شرعی حیثیت سے کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) ہلال رمضان کے علاوہ عید، بقرعید اور کسی دوسرے مہینے کے لئے ثبوت ہلال باقاعدہ شہادت کے بغیر نہیں ہوسکتا اور شہادت کے لئے شاہد کا حاضر ہونا لازمی ہے، غائبانہ خبروں کے ذریعے شہادت روا نہیں ہوسکتی خواہ وہ قدیم طرز کے آلات خبر رسائی خط وغیرہ ہوں یا جدید طرز کے ریڈیو، ٹیلی فون وغیرہ۔

واضح رہے کہ کچھ عرصہ قبل آپکے (یوکے) توحید العیدین کا مسئلہ بہت زوروشور سے اٹھا تھا۔ اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ بھی تحریر کرلیا جاوے۔

توحید العیدین:

توحید العیدین کا لفظی معنی ہے جمعہ اور عید کا اکٹھا ہونا اسلام میں عید اور جمعہ اکھٹے ہو جائیں تو جمعہ فرض ہونے کی وجہ سے اور عید واجب ہونے کی وجہ سے دونوں کا پڑھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

" یاایھا الذین امنوٰ اذا نودی للصلوٰة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر اللّٰه . وزرو البیع ذلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون . " (سورة الجمعة ایت نمبر ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب آذان ہو نماز جمعہ کے دن تو دوڑ و اللہ کی یاد کو اور چھوڑ و خرید و فروخت یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم کو سمجھ ہے۔

نمبرا: بخاری شریف میں ہے۔ **"فقال ابو عبید ثم شهدت مع عثمان بن عفان و کان ذلک یوم الجمعة فصلی قبل الخطب ثم خطب فقال یاایها الناس ان هذا یوم قدا جتمع لکم فیه عیدان فمن احب ان یرجع فقد اذنت له الحدیث ." (صحیح بخاری ص ۴۷۹)**

ابو عبیدہؓ کہتے ہیں پھر میں عید کی نماز کے لئے حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ حاضر ہوا یہ اتفاق سے جمعہ کا دن تھا۔ آپ نے بھی خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی پھر خطبہ دیا فرمایا لوگوں یہ ایسا دن ہے جس میں تمہارے لئے دو عیدیں اکھٹی ہوگئیں ہیں اہل عوالی میں جو جمعہ کا انتظار کرے اور جو واپس جانا چاہے میرے طرف سے اسے اجازت ہے۔

نمبر ۲: **" عن النعمان بن بشیرؓ قال کان النبی ﷺ یقرا فی العید ین وفی الجمعة سبح اسم ربک الاعلیٰ وهل اتٰک حدیث ، الغا شیة وربما اجتمعه فی یوم واحد فیقرأبها . "(الکتب السنة جامع ترمذی ص ۱۴۹۷)**

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عیدین اور جمعہ کی نماز میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتٰک حدیث الغاشیة پڑھتے تھے، بسا اوقات عید و جمعہ ایک ہی دن اکھٹے ہو جاتے تو بھی آپ دونوں نمازوں میں یہی سورت پڑھتے تھے۔

نمبر ۳: **" محمدؒ عن یعقوب عن ابی حنیفةؒ عیدان ان اجتمعا فی یوم واحد فالا ول سنته والا خرة فریضة ولا یترک واحد منهما ." (جامع الصغیر ص ۱۱۳)**

ترجمہ: حضرت امام محمدؒ بروایت قاضی ابو یوسفؒ، حضرت امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جب دو عیدین (عیداور جمعہ) ایک دن اکٹھی ہو جائیں تو اوّل سنت ہے، (اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے) اور دوسری عید (جمعہ) فرض ہے اور ان دونوں میں سے کسی کو بھی ترک نہیں کیا جاسکتا آیت کریمہ اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہورہا ہے کہ اگر عید اور جمعہ دونوں ایک دن جمع ہو جائیں تو دونوں نمازیں پڑھنا ضروری ہے عید کی نماز کی وجہ سے جمعہ کی نماز کی فرضیت ساقط نہیں ہوتی وجہ یہ ہے کہ جمعہ فرض ہے۔ جس کی فرضیت نص قطعی یعنی ایت "یا ایھا الذین اٰمنو ا اذا نودی للصلوٰۃ الا یۃ". سے ثابت ہے جو تمام جمعوں کو شامل ہے اس میں کسی جمعہ کی تخصیص نہیں ہے، نیز ذخیرہ احادیث میں ایسی احادیث پائی جاتی ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ نے بلا عذر جمعہ چھوڑ دینے پر انتہائی سخت وعیدیں بیان فرمائی ہے ان احادیث کا تقاضا بھی یہی ہے کہ جمعہ خواہ کسی دن ہو اس کی نماز پڑھی جائے اور ہرگز ترک نہ کی جائے انخضرتؐ کا عمل مبارک یہی تھا کہ عید اور جمعہ ایک دن اکٹھے ہوجاتے تو آپؐ دونوں نمازیں پڑھتے تھے کسی حدیث صحیح سے ثابت نہیں کہ حضورؐ نے ایسے موقع پر صرف نماز عید پڑھی ہو اور جمعہ نہ پڑھا ہو بلکہ آپ کا معمول یہی تھا کہ آپؐ ایسے موقع پر دونوں نمازیں پڑھتے تھے حضرت نعمان بن بشیرؓ فرماتے ہیں کہ اگر کبھی عید اور جمعہ ایک دن اکٹھے ہوجاتے تو آپؐ اس دن نماز عید اور نماز جمعہ دونوں میں یہی سورتیں پڑھتے تھے۔ (جیسا کہ حدیث نمبر۲ سے واضح ہے) اس حدیث سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ ایسے موقع پر دونوں نمازیں پڑھا کرتے تھے خلیفہ راشد سیدنا عثمان بن غنی کا معمول بھی یہی تھا کہ اگر جمعہ اور عید ایک دن جمع ہوجاتے تو آپ دونوں پڑھاتے البتہ اہل عوالی کو جن پر جمعہ فرض ہی نہیں تھا انہیں اجازت دیتے تھے کہ اگر تم جمعہ کے لئے ٹھہرنا چاہو تو ٹھہر جاو اگر جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ۔ لیکن ایت کریمہ اور احادیث کے خلاف غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ جس دن عید اور جمعہ اکھٹے ہوجائیں اسی دن جمعہ کی نماز کی فرضیت ساقط ہوجاتی ہے اور جمعہ کی نماز میں رخصتی ہوتی ہے چاہے کوئی پڑھے یا نہ پڑھے۔ میاں نزیر حسین سے ایک سوال ہوا کہ اگر اتفاق سے عید و جمعہ دونوں ایک ہی دن میں جمع ہوجائیں تو اس میں جمعہ کا پڑھنا رخصت ہے یا نہیں زید ایسے دنوں میں جمعہ نہیں ادا کرتا اور کہتا ہے کہ میں ایک سنت مردہ کو زندہ کرتا ہوں یہ کہنا کیسا ہے؟ اس سوال کے جواب میں آپ کے شاگرد مولوی عبدالرحیم لکھتے ہیں جب عید اور جمعہ ایک دن میں جمع ہوجائیں تو اس دن اختیار ہے جس کا جی نہ چاہے جمعہ نہ پڑھے اور ایسے دنوں میں زید جو نماز ادا نہیں کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ایک مردہ سنت کو زندہ کرتا ہوں سو اس کا کہنا اچھا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ ج ا ص ۵۷۳)

نوٹ: یہ فتوی میاں نذیر حسین صاحب دہلویؒ کا مصدقہ ہے نواب نورالحسن صاحب لکھتے ہیں۔" چوں جمعہ وعید برہم ایند وایک روز جمعہ باشد وظاہر آنست کہ این رخصت عام ست از برائے امام وسائر مردم۔" (عرف الجادی ص ۴۳) اور جب عید اور جمعہ ایک دن اکٹھے ہو جائیں تو جمعہ میں رخصت ہوگی اور ظاہر یہ ہے کہ یہ رخصت تمام لوگوں اور امام کے لئے ہیں۔ (نواب وحیدالزمان صاحب رقمطراز ہیں)

"والجمعة فی یوم العید رخصة مطلقا لاهل البلد وغیر هم فان شاء صلی العید والجمعة کلیهما وان شاء صلی العید فقط ولم یصلی الجمعة وفی سقوط الظهر خلاف والحق جواز ترکه ایضاً." (نزل الابرار ج ۱ ۱۵۵)

ترجمہ: اور جمعہ کی عید کے دن رخصت ہے شہر والوں اور غیر شہر والوں سب کے لئے اگر چاہیے تو عید اور جمعہ دونوں پڑھ لیں چاہیں تو صرف عید پڑھ لیں اور جمعہ نہ پڑھ لیں البتہ ظہر کے ساقط ہونے میں اختلاف ہے حق بات یہ ہے کہ اس دن ظہر نہ پڑھنا بھی جائز ہے جمعہ کی فرضیت نص قطعی سے ثابت ہے جس میں کسی دن کی کوئی تخصیص نہیں حضورؐ بلا عذر جمعہ چھوڑنے پر سخت وعید بیان فرماتے ہیں آپ کے زمانے میں اگر جمعہ ایک دن میں اکھٹے ہوتے تھے تو آپ جمعہ اور عید دونوں پڑھتے تھے۔ یہی عمل خلیفہ راشد سیدنا عثمان غنیؓ کا بھی تھا لیکن غیر مقلدین حضورؐ اور سیدنا عثمان غنیؓ کے عمل سے قطع نظر کر کے جمعہ کی نماز سے عذر قرار دیتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے کوئی پڑھ لے تو بھی ٹھیک بلکہ ان کے نزدیک جمعہ نہ پڑھنا مردہ سنت کو زندہ کرنا ہے۔

(ولا حول ولا قوة الا باالله العلي العظيم) شاید آپ کے ہاں یہ مسئلہ ابھی تک حل نہ ہوا ہو یہ بحث اس لئے چھیڑ دی گئی ہے کہ اگر انجناب اس میں کوئی کردار ادا کر سکے۔ تو اس سے احتراز نہ ہو۔

بہر حال بندہ نے اپنی وساطت سے ''رویئت ہلال'' پر کام کیا ہے اس عنوان پر بندہ کا مستقل مقالہ بھی ہے انشاء اللہ العزیز کسی وقت وہ بھی ارسال کردونگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نیومون (تولید ہلال) کا جو تھوڑا سا وقت ہے۔ اس سے شریعت خاموش ہے اس لئے اس پر کوئی احکامات بھی جاری نہیں کئے جاسکتے۔ اس کی مثال یوں دی جاتی ہے۔ کہ جب تک بچہ رحم میں ہو یعنی بچہ کی تولید ہو چکی ہو تو شریعت نے اس پر احکامات جاری نہیں کئے مثلاً میراث اور دیگر مسائل لاگو نہیں ہونگے۔ البتہ جب یہ بچہ دنیا میں تشریف لے آتا ہے تو بہت سے احکامات لاگو ہونگے۔ فافهم والله اعلم بالصواب

المجیب:

مفتی عظمت اللہ بنوی

دار الافتاء جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان

البحوث الإسلامية عربی کا اجراء اور تسلسل

تشنگانِ علم و تحقیق اور عربی زبان کے ذوق رکھنے والوں کے لئے عظیم خوشخبری

☆......المباحث کے قارئین کے لئے ایک اور گراں قدر علمی تحفہ عربی مجلّہ ''البحوث الاسلامیہ'' کا تیسرا شمارہ پیش خدمت ہے، جو یقیناً علمی ذوق رکھنے والوں کو اچھا خاصا مواد فراہم کرے گا۔ قارئین سے عمدہ مضامین کی فراہمی اور اشتہارات کی اشاعت میں تعاون درکار ہے۔ مجلّہ ہذا کی طباعت کچھ عرصہ تک بعض عوارض کی وجہ سے ملتوی کردی گئی تھی اب اس مجلّہ کی تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے اس کا تیسرا شمارہ شائع کیا گیا ہے

برائے رابطہ: دفتر جامعۃ المرکز الاسلامی بنوں پاکستان فون نمبر:310353 فیکس:310355(0928)